اکرام اللہ ساجد کیلانی

نقد و تحقیق

(گزشتہ سے پیوستہ)

ع خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد

اِک وکیلِ بدعت کے جواب میں!

علامہ صاحب نے "مدیرِ حرمین کے جاہلانہ دلائل" کا عنوان تو بڑے طمطراق سے جمایا ہے، تاہم یہ دلائل نقل کرنے کی توفیق انھیں میسر نہیں ہوئی، مبادا حق کی حمایت میں کوئی بات ان کے قلم سے بھی نکل جائے —— ہاں بلکہ اس کی بجائے انھوں نے بدعت کی ایک مبہم سی تعریف نقل کر کے اس کی روشنی میں الٹا ہم پر کچھ سوالات جڑ دیے ہیں، جو ان کے نزدیک عید میلاد کے جواز پر گویا دلائل کا کام دیتے ہیں —— یوں "جاہلانہ دلائل" کا یہ عنوان بڑی صفائی سے ان کے اپنے ہی اوٹ پٹانگ سوالات پر فٹ ہو گیا ہے، اور جو واقعتاً انتہائی جاہلانہ ہیں، تفصیل آگے آ رہی ہے! —— ورنہ جہاں تک ہمارا تعلق ہے، اس عنوان کے تحت ہم سے منسوب جو کل عبارت انھوں نے نقل کی ہے، اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

> "مدیرِ حرمین نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عدمِ جواز پر اداریہ لکھا ہے کہ "یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی جہنم میں" اس ضمن میں مشہور حدیث نقل کی!" (انوار الفرید ص ۶۷)

بس انہی الفاظ پر ہمارے "جاہلانہ دلائل" کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور اس کے بعد انھوں نے اپنی بات کی ہے۔

قطع نظر اس سے کہ اس مقام پر ہم نے کیا لکھا تھا، ہم علامہ صاحب کو توجہ دلانا چاہیں گے کہ اس پوری عبارت میں دلیل سے متعلق صرف خط کشیدہ الفاظ ہیں —— جو مقدس فرمانِ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم "کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار" کا اردو ترجمہ ہیں، لیکن جنھیں وہ "جاہلانہ دلائل" کے تحت ذکر کر رہے ہیں ـــــ العیاذ باللہ!

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ "میلاد" کے رسیاان عاشقانِ رسول کو آپ ہی کے فرامین سے اس قدر عداوت اور بغض کیوں ہے؟

"قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ـ الآیۃ!

(آلِ عمران: ۱۱۸)

"ان کی زبانوں سے تو بغض (وعداوت) ظاہر ہی ہے ـــــ اور جو کچھ ان کے سینے چھپاتے ہیں، وہ اس سے بھی بہت بڑا ہے!"

علامہ صاحب نے حسبِ عادت ہماری اصل عبارت کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے، لیکن انھوں نے دیکھ لیا کہ اس کا کس قدر افسوسناک نتیجہ برآمد ہوا ہے؟ ـــــ ہاں اگر وہ ہماری پوری عبارت نقل کرتے، پھر یہ ثابت کرتے کہ اس فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارا استدلال غلط ہے، تو ان کے عنوان کی لاج رہ جاتی! ـــــ مثلاً وہ یہ دعوٰی کرتے کہ عید میلاد بدعت نہیں ـــــ امّا بعد، اس دعوٰی کی دلیل کے طور پر قرآنِ مجید کی کوئی آیت درج کرتے، حدیث کے ذخیرہ سے اس کی سند لاتے ـ سنّت سے اس کی نشاندہی کرتے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں سن میں فلاں موقع پر یہ عید میلاد منائی تھی، یا اس کا حکم دیا تھا، یا کسی کو مناتے دیکھ کر اس پر سکوت ہی اختیار فرمایا تھا!

ـــــ اور اگر یہ ممکن نہ تھا تو آپؐ کے اس فرمان کہ:

"علیکم بسنّتی وسنّۃ الخلفاء الراشدین المھدیین" (مشکوٰۃ باب الاعتصام)

"تم پر میری سنّت (کی اتباع) بھی لازم ہے اور خلفائے راشدینؓ کی سنّت (کی اتباع) بھی!"

کے پیشِ نظر حضرات ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمانِ غنیؓ، علی مرتضیٰؓ ـــــ بلکہ ان کے علاوہ بھی تمام صحابہؓ میں سے کسی ایک ہی سے یہ ثابت کرتے کہ انھوں نے یہ عید میلاد منائی تھی، تو ان کا دعوٰی بیکار نہ جاتا!

ـــــ پھر اگر یہ بھی ممکن نہ تھا تو آپؐ ہی کے ایک دیگر فرمان:

"خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم" (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ)

کو سامنے رکھتے ہوئے "خیر القرون" کے مسلمانوں میں اس کی نشاندہی فرماتے تو ہم تسلیم کرتے کہ عید میلاد مناکر وہ "سُنّی" کہلانے میں حق بجانب ہیں، نیز عید میلاد کو بدعت کہنے کا ہمارا دعوای باطل ٹھہرتا!

چلیے، اس مسئلہ "عید میلاد النّبی" کے بارے ہم علامہ صاحب کو کچھ مزید رعایت دے دیتے ہیں کہ حنفی مقلّد ہونے کے ناطے اگر وہ اپنے امام ابوحنیفہؒ یا ان کے شاگردوں (صاحبینؒ) ہی سے اس کا جواز نقل کرتے تو کم از کم ہم اس بات کے قائل ہو جاتے کہ وہ اپنے دعوائے حنفیت و تقلید میں سچے ہیں! ــــ تاہم اگر یہ بھی ممکن نہ تھا تو شیخ عبد القادر جیلانیؒ کہ جن کے نام کی "گیارھویں شریف" ان کی شریعت میں شامل ہے، انہی سے اس کا تعلق و واسطہ ثابت کرتے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے کہ وہ اگر "حنفی" بھی نہیں تو کم از کم "قادری" ضرور ہیں ــــ لیکن

"خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا، جو سُنا افسانہ تھا!

ہاں اس میں حقیقت نام کی کوئی چیز اگر ہے، تو صرف یہ کہ وہ "بدعت کے پرستار" ہیں اور یا پھر "وکیلِ بدعت"! ــــ علامہ صاحب بُرا نہ منائیں، "انوار الفرید" کے اسی شمارہ کے صفحہ ۳۲ پر مندرج اپنے فتوٰی میں انھوں نے خود لکھا ہے کہ:

"یہ حضرات بدعت کا ذکر کر کے لوگوں کو نیکی سے دُور کرتے ہیں حالانکہ بدعتِ حسنہ اچھی چیز ہے اور آج بے شمار چیزیں بدعتِ حسنہ کی ہیں جو ہم تمام کا معمول ہے۔ ان کا تعلق دین سے بھی ہے اور دنیا سے بھی۔ دنیا کے تو سو فیصد معاملات بدعت سے ہیں (جبکہ) دین کے بہت سے معاملات بدعتِ حسنہ ہیں، جن کی طرف صلوٰۃ و سلام سے دور رکھنے والے حضرات نے کبھی توجہ تک نہیں دی۔"

قارئینِ کرام نے دیکھ لیا کہ انھیں بدعت سے کس قدر پیار اور عقیدت و محبت ہے؟ ــــ ہم علامہ صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو "کلّ بدعۃ ضلالۃ[1] وکلّ ضلالۃ فی النّار[2]" یعنی "ہر بدعت کے ضلالت ہونے" کی خبر دے کر "ہر ضلالت کے جہنم رسید ہونے" کی وعید سنائیں، لیکن علامہ صاحب دنیا کے سو فیصد معاملات اور دین کے بہت سے معاملات کو بدعت ہی کے تابع کر دیں، کیا یہی عشقِ رسول کا تقاضا ہے، اور کیا

---

[1] صحیح مسلم [2] زاد النّسائی۔

یہی علم و فضل کی معراج ہے ؟

علامہ صاحب! یہ بدعات آپ ہی کو مبارک ہوں۔ ہمیں ان کی طرف توجہ دینے کی قطعاً ضرورت نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالآخر ان کا ٹھکانا جہنم بتلایا ہے — اعاذنا اللہ منہ!

ہاں بحمد اللہ، دنیوی معاملات ہوں یا دینی معاملات، ہمیں ان سب کے سلسلہ میں سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بس کرتی ہے —— اس اجمال کی تفصیل کے طور پر صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث ملاحظہ ہو:

"قدم نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھم یابرون النخل فقال ما تصنعون قالوا کنا نصنعہ قال لعلکم لو لم تفعلوا کان خیرا فترکوہ فنقصت قال فذکروا ذالک لہ فقال انما انا بشر اذا امرتکم بشئ من امر دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشئ من رائی فانما انا بشر" (بحوالہ مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، عن رافع بن خدیج رض)

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیّبہ تشریف لائے (تو اہلِ مدینہ کو دیکھا کہ) وہ "تأبیرِ نخل" (یعنی کھجوروں کو پیوند) کرتے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا، "یہ آپ کیا کرتے ہیں؟" انھوں نے کہا، "ہم پہلے سے ایسا کرتے چلے آرہے ہیں۔" آپؐ نے فرمایا، "اگر آپ ایسا نہ کریں تو شاید بہتر ہو۔" چنانچہ انھوں نے یہ کام چھوڑ دیا، لیکن جب پھل تھوڑا آیا تو انھوں نے اس کا تذکرہ آپؐ سے کیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا، "بلاشبہ میں ایک بشر ہوں، جب میں تمہارے دینی معاملات میں تمہیں کوئی حکم دوں تو اسے (مضبوطی سے) پکڑ لو، اور جب اپنی رائے سے کچھ کہوں تو میں ایک بشر ہوں۔"

"تأبیرِ نخل" ایک دنیوی معاملہ ہے، اور ایسے ہی (دنیوی جائز) معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آزاد چھوڑ دیا ہے —— اور چونکہ اس سلسلہ کی آزادی و اختیار کا علم ہمیں سنّتِ رسولؐ سے معلوم ہوا، لہٰذا ہمارے دنیاوی معاملات پر بھی سنت ہی کا پہرا موجود ہے! —— رہے دینی معاملات، تو اسی حدیث سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ان میں ہم بہرحال آپؐ کے پابند ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں ہمیں اپنی ذاتی رائے، اختراع و ایجاد کا

قطعاً حق حاصل نہیں ـــــ ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"من احدث فی امرنا ھٰذا مالیس منہ فھو ردٌّ" (متفق علیہ)

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام نکالا تو وہ مردود ہے!"

جبکہ قرآنِ مجید میں ہے :

"فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" (النور : ۶۳)

"جو لوگ آپؐ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، انھیں ڈر جانا چاہیے ـــ مبادا (اس دنیا میں) کوئی فتنہ یا آخرت میں) عذابِ الیم انھیں اپنی لپیٹ میں لے لے!"

لیکن علامہ صاحب امت کو دین کے بہت سے معاملات میں آزاد کر کے بدعات پر دلیری، نیز حکمِ رسولؐ سے سرتابی کا مشورہ دے رہے ہیں ـــــ انا للہ!

رہی بات صلوٰۃ وسلام کی، تو علامہ صاحب نے "صلوٰۃ وسلام سے دور رکھنے والے حضرات" کے الفاظ ذکر کر کے ہم پہ بہتان باندھا اور امتِ مسلمہ کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے ـــــ ہم بحمد اللہ خود بھی صلوٰۃ وسلام کے قائل وفاعل ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے ہیں، کیونکہ یہ قرآنی حکم ہے ـــــ ہاں چونکہ قرآنِ مجید ہی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم بھی دیا، اور آپؐ کی مخالفت پہ وعیدِ شدید سنائی ہے، لہٰذا ہمارا "جرم" صرف یہ ہے کہ ہم اس معاملہ میں بھی لوگوں کو سنت کی پابندی کا مشورہ دیتے ہیں ـــــ جبکہ علامہ صاحب اور ان کے ہم مشرب لوگوں کو اس کی پرواہ نہیں، چنانچہ بدعات کو راہ دیتے ہوئے انھوں نے وہ وہ درود ایجاد کر ڈالے ہیں جو "إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کے قرآنی اور نبوی فرمان کے بھی قطعی مخالف "نور من نور اللہ" ایسے صریح شرک اور احمقانہ عقیدہ کی خبر لاتے ہیں، اور بایں ہمہ وہ ان حرکتوں کو "بدعاتِ حسنہ" کا نام دے کر "نیکی" اور "اچھی چیز"، باور کرانا چاہتے ہیں ـــــ حالانکہ امام ابنِ تیمیہؒ، جن کے بارے علامہ صاحب نے یہ لکھا ہے کہ "انھوں نے اپنی "اقتضاء الصراط المستقیم" میں عید میلاد کو جائز، مستحسن اور بابرکت قرار دیا ہے" (اور جس کا سفید جھوٹ ہونا ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں) آپ اپنی اسی کتاب میں "بدعاتِ حسنہ" اور "بدعاتِ سیئہ" کی اس تقسیم کو بھی بجائے خود ایک

بدعت بتلاتے ہیں ــــ آپؒ کا استدلال یہ ہے کہ اس طرح تو فرمانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) "کلّ بدعۃ ضلالۃ" سرے سے معطل اور بے فائدہ ہو کر رہ جاتا ہے!

بہر حال بدعات کے سلسلہ میں اس دیدہ دلیری اور ان سے پیار و محبت ہی نے علامہ صاحب کو شہ دی اور "انوار الفرید" کے صفحہ ۹ پر انھوں نے بدعت کی ایک بظاہر بڑی بے ضرر سی تعریف نقل کر کے ہمارے تعاقب میں بات کو آگے چلایا ہے ــــ لیکن یہاں بھی ان کے لیے مصیبت تیار کھڑی ہے ــــ آپ فرماتے ہیں:

"اوّلاً بدعت کا معنی ذھن میں رکھ لیا جائے۔ شریعتِ مطہرہ میں بدعت کا معنی یہ ہے۔ احداث مالم یکن فی عہد رسول اللہ (مرقات شرح مشکوٰۃ باب الاعتصام) ہر وہ کام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ پاک میں نہ تھا وہ بدعت ہے۔"

آگے چلنے سے پیشتر ہم علامہ صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کے اپنے عقیدہ کے پیشِ نظر کیا واقعی یہ الفاظ لکھنے کی گنجائش موجود تھی، جو بے سوچے سمجھے انھوں نے نقل کر ڈالے ہیں اور پھر ان کا ترجمہ بھی کر دیا ہے؟

شاید وہ بات کو ابھی سمجھ نہ سکے ہوں، لہٰذا بالفاظِ دیگر ہم اپنے سوال کی مزید وضاحت کرتے ہیں کہ: ــــ کیا ان کے نزدیک کوئی ایسا کام بھی ہے جو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ پاک میں نہیں ہوا؟

سنیے حضرت! آپ کے عقیدہ کی رو سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی حاضر ناظر ہیں ــــ آج بھی آپؐ تشریف لاتے بھی ہیں اور لے جاتے بھی! اسی لیے درود و سلام پڑھتے وقت آپ لوگ احتراماً دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور فارغ ہو کر دوبارہ بیٹھ جاتے ہیں ــــ (حالانکہ یہ سب کچھ مجموعۂ اضداد ہے، کیونکہ "تشریف لانا" بھی "حاضر ناظر" کی ضد ہے، اور پھر "تشریف لے جانا" بھی "حاضر ناظر" کے خلاف!) ــــ پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بھی آپ قائل نہیں، اسی لیے اسے "وصالِ ظاہری" اور "دنیا سے پردہ فرمانے" کے الفاظ سے تعبیر فرماتے ہیں (دیکھیے "انوار الفرید" ص۱۲، سطر ۱، شمارہ زیرِ نظر) ــــ قطع نظر اس سے کہ آپ کے اعلیٰ حضرت "ملفوظات" میں اسے "وفات شریف" لکھتے ہیں ــــ تاہم لکھا کریں، "بریلوی" کہلانے کے باوجود آپ ان کے پابند تھوڑی ہیں ــــ آہ!

؎ ہم کو ان سے ہے وفا کی امید جو نہیں جانتے وفا کیا ہے؟

— مزید یہ کہ "انوار الفرید" کے بیرونی رنگین ٹائیٹل پر آپ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی میں "اول، آخر" بھی شمار کیے ہیں!

علامہ صاحب! اب بات کو سمیٹیے، کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "حاضر ناظر" بھی ہیں، آپؐ کی وفات بھی نہیں ہوئی، پھر آپؐ "اوّل" بھی ہیں اور "آخر" بھی — تو وہ کون سا کام ہوگا جو آپؐ کے زمانۂ پاک میں نہ ہوا ہوگا؟ ان سب عقائد کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہر زمانہ آپؐ ہی کا زمانۂ پاک ہے، اور ہر ہونے والا کام آپؐ ہی کے زمانۂ پاک سے متعلق! — تب یہ لکھنے کی کیا تک ہے کہ:

"احداث مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہر وہ کام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ پاک میں نہ تھا وہ بدعت ہے!"

؎ پھیلائے تھے دام سخت قریب آشیاں کے
اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے!

اب آپ کے لیے "نہ جائے ماندن، نہ پائے رفتن" والی بات ہے — اگر آپ اپنے عقائد کی صحت و سلامتی پر مصر ہوں تو آپ کی نقل کردہ بدعت کی تعریف غلط ٹھہرتی ہے، اندریں صورت اُن سوالات کا کیا بنے گا جو اس کی روشنی میں آپ نے اٹھائے ہیں؟ — اور اگر اس بدعت کی تعریف کو درست قرار دیں تو آپ کے عقائد کو کندھا دینے کی ضرورت پیش آتی ہے — اس کے باوجود علامہ صاحب! درج ذیل مصرعہ آپ نے ہم پر فٹ کیا ہے کہ

ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے!

تاہم سچ سچ بتلائیں کہ یہ گھر کس کا ہے اور چراغ کس کا، جس نے اسے جلا کر خاکستر کر دیا ہے؟

علامہ صاحب! — چونکہ ہمیں آپ کی خاطر عزیز ہے، اس لیے آپ کو اصل بات بھی بتلائے دیتے ہیں، اور وہ یہ کہ آپ کی دونوں ہی باتیں غلط ہیں — جہاں تک عقائد کا معاملہ ہے، تو آپ نے ان کا حشر خود دیکھ لیا کہ کتابی دنیا میں آکر یہ چند الفاظ "فی عہد رسول اللہ" کے سامنے بھی نہیں ٹھہر سکے — اسی طرح موجودہ سائنسی دنیا میں بھی آپ انھیں ساتھ لے کر

زیادہ دیر تک نہیں چل سکیں گے، چنانچہ خود آپ کو بھی معلوم ہے کہ آپ کی مارکیٹ میں مندے کا رجحان روز افزوں ہے!

اور جہاں تک آپ کی بیان کردہ بدعت کی تعریف کا معاملہ ہے، اگر یہ مکمل ہوتی تو اس کی روشنی میں اٹھائے گئے آپ کے سوالات اس قدر احمقانہ اور جاہلانہ کیوں ہوتے؟ ــــ ذرا دیکھیے تو آپ نے کیا لکھ مارا ہے:

"بدعت کی (اس) تعریف کی روشنی میں ہمیں حق پہنچتا ہے۔ مدیر حرمین سے ان سوالات کی جسارت کریں اور اطمینان چاہیں

۱۔ قرآن مقدس کا تیس پاروں میں تقسیم ہونا۔ رکوع، ربع، نصف، ثلث کا قائم ہونا۔ قرآن مقدس کا پریس میں چھپ کر کتابی شکل میں آنا۔ زیر و زبر و پیش سے مزین ہونا۔ حضور اکرم کے زمانہ میں تھا یا نہیں۔ نہیں تھا تو اس بدعت پر مدیر حرمین کیا فتویٰ دیتے ہیں؟

۲۔ حدیث شریف کا مدون ہونا کتابی شکل میں چھپنا۔ پریس کے مراحل سے گزرنا۔ اسناد پر جرح کرنا۔ اقسام حدیث کا بیان کرنا۔ حدیث کو صحیح، حسن، ضعیف میں تقسیم کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھا یا نہیں اور یقیناً نہیں تھا تو مدیر صاحب اسے حرام کہتے ہیں یا کفر، بدعت یا شرک؟

۳۔ بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث بھی اپنے مدارس میں علم کلام اس کے ضوابط، علم الصرف، علم النحو، منطق، فلسفہ پڑھاتے ہیں۔ کیا یہ علوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پڑھائے جا رہے تھے۔ اگر نہیں تو فرمائیے اس مروجہ بدعت پر کیا حکم ہے کہ آپ کے مدارس میں اس بدعت کا سختی سے ارتکاب کیا جا رہا ہے۔

۴۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں تصویر والا نوٹ ادا کیا جاتا ہے جسے آپ اپنے مدارس لیے وصول کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تقسیم زکوٰۃ کا موجودہ انداز نہ تھا۔ اس بدعت کے سلسلہ میں کیا فتویٰ ہے "حرمین" کا۔

۵۔ آپ ایک ماہنامہ کے مدیر ہیں اور یہ دینی رسالہ ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی ماہنامہ نکلتا تھا؟ اس کا مدیر کون تھا؟ کتنی تعداد میں چھپتا تھا؟ اگر کوئی دلیل نہیں ملی تو یقیناً یہ بھی بدعت ہے۔ اور آپ بڑی باقاعدگی سے اس بدعت کا اہتمام کرتے ہیں؟ آپ کا جو فتویٰ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ہے۔ وہی ان صورتو

پر لاگو ہوگا "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"

۶۔ دینی مدارس میں بخاری شریف پڑھائے جانے کا جو التزام ہے کیا یہ طریق کار حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام یا تابعین میں بھی پایا جاتا تھا؟ اگر نہیں تو اس کی بدعت پر کیا لکھیں گے آپ؟

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکائت دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

(انوار الفرید صفحہ ۴)

علامہ صاحب! اس پر یہ لکھیں گے ہم کہ:

"کل اناء یترشح بما فیہ"

"ہر برتن میں سے وہی کچھ نکلتا ہے، جو اس کے اندر موجود ہو!"

نیز یہ کہ: "اذا لم تستحی فاصنع ما شئت!"

"جب تجھے حیا مانع نہ رہے تو جو جی میں آئے کر!"

قارئینِ کرام! آگے چلنے سے پیشتر ہم یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ بدعت کی تعریف بڑی تفصیل کی متقاضی ہے اور علماء نے اس سلسلہ میں طول طویل بحثیں لکھی ہیں — چنانچہ صاحبِ مرقاۃ نے بھی اس مقام پر، جہاں سے علامہ صاحب نے بدعت کی متذکرہ بالا تعریف نقل کی ہے، اس سلسلہ میں علماء کے متعدد اقوال نقل کیے ہیں — اگر علامہ صاحب من وعن انہیں نقل کرتے تو چونکہ یہ سوالات اٹھائے ہی نہ جا سکتے تھے، جن سے انہوں نے عید میلاد کے جواز پر دلائل کا کام لینا چاہا ہے، لہٰذا حسبِ عادت تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتے ہوئے انہوں نے چند الفاظ اڑا لیے — یعنی "احداث ما لم یکن فی عهد رسول اللہ!" اور اس کی روشنی میں یہ سوالات ہم پر داغ دیئے! — بہرحال اب ہمیں بھی حق پہنچتا ہے کہ ان سوالات کا جواب عرض کرنے سے پہلے ان پر تھوڑا سا تبصرہ بدعت کی اسی تعریف کی روشنی میں کریں، جو ان کی اپنی پسندیدہ ہے!

پس ہم بصد ادب و احترام عرض کرتے ہیں کہ علامہ صاحب! اگر آپ کا طرزِ فکر یہی تھا، جو آپ کے مذکورہ سوالات سے ظاہر ہے، تو آپ کو اس قدر دور جانے کی ضرورت نہ تھی — "احداث" ہر نئے کام کے علاوہ ہر نئی چیز کو بھی کہتے ہیں — لہٰذا درج ذیل صرف ایک سوال سے مسئلہ بآسانی حل ہو سکتا تھا کہ:

"کیا علامہ ابوالنصر منظور احمد صاحب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے یا نہیں؟"

——اگر نہیں، اور یقیناً نہیں تھے، تو پھر ان کا وجود بھی اس دنیا میں ایک بدعت ہے!

اب اگر ناگوارِ خاطر نہ ہو تو اس کے ساتھ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: "کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار" کو بھی شامل کر لیجئے کہ "ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں جائے گی" تو بات بڑی واضح ہے —— مگر آپ کو اس پر اعتراض اس لیے نہ ہونا چاہیے کہ آپ نے روئے زمین پر اور اس آسمان کے نیچے مقدس ترین کتاب، کتابِ الٰہی کے بارے ہرزہ سرائی کی ہے —— یہ لکھ کر کہ:

"قرآنِ مقدس کا پریس میں چھپ کر کتابی شکل میں آنا، زیر و زبر سے مزیّن ہونا حضورِ اکرم کے زمانہ میں تھا یا نہیں، نہیں تھا تو اس بدعت پر مدیرِ حرمین کیا فتویٰ دیتے ہیں؟"

خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمایئے —— چنانچہ اس بارے مدیرِ حرمین کا فتویٰ وہی ہے، جو اوپر عرض کیا جا چکا، اور جو قرآنِ مجید کے اعراب، رکوع، نصف، ثلث اور کتابی شکل میں چھپنے کو بدعت کہنے سے ہزار مرتبہ بہتر ہے —— علامہ صاحب! آپ نے گستاخیوں کی انتہائی سرحدوں کو چھو لیا ہے! —— کیا آپ کو اس فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، یعنی "کلّ بدعة ضلالة" کا علم نہ تھا، یا اس پر آپ کا ایمان نہ تھا، یا آپ اسے غلط سمجھتے ہیں؟ —— بایں ہمہ اگر آپ نے قرآنِ مجید کی بہت سی باتوں، نیز تدوینِ حدیث، کتبِ حدیث، حفاظتِ حدیث کے لیے کیے گئے اقدامات، تقسیمِ زکوٰۃ، علومِ نبوت کی نشر و اشاعت اور بخاری شریف پڑھنے پڑھانے کو بدعت کہہ دیا ہے، تو سوچیے کہ اس کا نتیجہ کیا ہے؟ —— کیا معاذاللہ، یہ سب کچھ ضلالت ہے؟ اور کیا اسی لیے آپ کتاب و سنت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے "انوار الفرید" کے ذریعے بدعات کی وکالت کرتے، شرک کا پرچار کرتے اور اپنی ہفوات کو شریعت باور کرانے پر تلے رہتے ہیں؟ —— تب "حرمین" کا جرم کیا صرف یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت کی ترجمانی کرتا ہے —— باطل کا تعاقب کرتا اور شرک و بدعت کی تردید و بیخ کنی کرتا ہے، اور جو انبیاء و رسل علیہم السلام کا مشن رہا ہے؟

—— علامہ صاحب، کیا یہ کام بدعت و ضلالت ہیں؟ —— ہمیں معلوم ہے کہ آپ نے اس

سلسلۂ سوالات میں زورِ قلم دکھاتے ہوئے حرام، کفر، شرک اور بدعت کے الفاظ استعمال کر کے، ان باتوں سے بچنے کی ہماری تلقین کا مذاق اڑایا ہے، حالانکہ ان سب سے اجتناب فرمانِ باری تعالیٰ بھی ہے، اور ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی! ــــ تب کیا یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ جب نبوی تعلیمات اور ورثۂ نبوی کتاب وسنت سے آپ کا سلوک یہ ہے تو پھر عید میلاد النبیؐ آپ کو کیوں پیاری لگتی ہے؟ ــــ کہیں یہ سب کچھ پیٹ کے دھندے اور اتباعِ اہواء تو نہیں؟

آپ کی مذکورہ عبارت پڑھ کر کتاب وسنت کے معاون علوم سے بھی آپ کا تعلق و واسطہ سمجھ میں آتا ہے ــــ ورنہ بدعت کی ایک تعریف آپ کریں اور پھر اس کی روشنی میں سوالات ہم سے کریں، تو یہ کون سی منطق ہے اور کس مدرسہ میں پڑھائی جاتی ہے؟ ــــ ہم نے کب آپ کے سامنے بدعت کی یہ تعریف بیان کی تھی؟ ــــ ہاں اگر آپ کتاب و سنت سے اس کی تعریف بیان کرتے تو یہ ہماری اور آپ کی متفقہ تعریف ہوتی، لیکن اندریں صورت ہم عرض کر چکے کہ آپ کو یہ الٹے سیدھے سوالات کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی کہ جنھیں "انوار الفرید" میں چھاپ کر آپ نے خود دنیائے بریلویت کو بھی شرمندہ کر کے رکھ دیا ہے!

سنیے جناب! بدعت کی یہ تعریف آپ نے بیان کی ہے، لہٰذا اصولاً اس کے تحت اٹھنے والے سوالات بھی خود آپ پر لاگو ہوتے ہیں ــــ ورنہ کرے کوئی اور بھرے کوئی، کیا یہ آپ کے ایصالِ ثواب کی کوئی قسم ہے، یا علم کلام و فلسفہ کی؟

اس کے باوجود، بحمد اللہ، ہم آپ کو مایوس نہیں کریں گے اور سنت کی روشنی میں آپ کے تمام سوالات کا جواب چند لفظوں میں دیتے ہیں:

علامہ صاحب! آپ نے جن باتوں کی نشان دہی کی ہے، سوائے تصویر والے نوٹ کے، باقی سب پر پوری امت متفق ہے ــــ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"لا یجتمع امتی علی الضلالۃ"

کہ "میری امت ضلالت پر جمع نہیں ہوگی!"

پس یہ جملہ امور ضلالت نہیں! ــــ جب کہ بدعت کا ضلالت ہونا آپؐ ہی کے ارشاد سے واضح ہے، یعنی:

"کل بدعۃ ضلالۃ"

ان دونوں باتوں کا منطقی نتیجہ اظہر من الشمس ہے کہ آپ کے ذکر کردہ یہ تمام امور بدعت ہرگز نہیں ہیں!

علامہ صاحب، بس یا کچھ اور بھی؟ —— بدعت کی تعریف کے سلسلہ میں یہ دونوں حدیثیں آپ ہی کی محولہ کتاب "مرقات، شرح مشکوٰۃ" کے ص۲۱۷، ص۲۱۸ پر موجود ہیں — اول الذکر آپ کے نقل کردہ الفاظ سے گیارہ سطریں بعد، اور ثانی الذکر اس سے صرف دو سطریں قبل! —— امید ہے کہ آپ نے "مدیر حرمین سے ان سوالات کی جسارت کرنے" کے بعد جوابِ باصواب سے "اطمینان بھی چاہ لیا ہوگا!" —— کیونکہ ایک مومن کو تو فرمانِ رسول ؐ بس کرتا ہے —— ہاں اس کے باوجود اگر آپ کی تشفی نہ ہوئی ہو تو یہی بات ہم آئندہ نشست میں ان شاء اللہ تفصیلاً بھی عرض کر دیں گے —— فی الوقت صرف یہ نوٹ فرمالیں ؑ آپ نے ورثۂ نبوی ؐ کو بدعت سے تعبیر کر ڈالا ہے، جب کہ بدعت وضلالت کو آپ "اچھی چیز" باور کرانا چاہ رہے ہیں —— جس پر یہ مثال صادق آتی ہے کہ ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

(جاری ہے)

- جن حضرات کی خدمت میں خطوط روانہ کیے جا رہے ہیں، برائے مہربانی "حرمین" کی خریداری قبول کرنے کی اطلاع جلد دیں۔
- کوئی جواب نہ آنے کی صورت میں آئندہ شمارہ انھیں بذریعہ وی پی پی روانہ کیا جائے گا، جسے وصول کرنا ان کا اخلاقی اور دینی فریضہ ہوگا۔
- وی پی پی کے زائد خرچہ سے بچنے کے لیے اپنا زرِ تعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں شکریہ!

(مینیجر)